ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

لبنیٰ بی بی
سکالر پی ایچ ڈی شعبہ اردو مائی یونی ورسٹی، جاپان روڈ، اسلام آباد
ڈاکٹر نذر خلیق
پروفیسر اردو شعبہ اردو مائی یونی ورسٹی، جاپان روڈ، اسلام آباد

اردو داستان کا سائنس فکشن میں کردار

Lubna Bibi *
Scholar PhD Department of Urdu My University, Japan Road Islamabad.
Dr Nazar Khaleeq
Professor of Urdu My University, Japan Road, Islamabad
***Corresponding Author:**

The Role of Dastan (Epics) in Science Fiction: An Analytical Study of Futuristic Innovations in Classical Urdu Prose (With Special Reference to Tilism-e-Hoshruba

This research article explores the intricate and fascinating relationship between classical Urdu *Dastan* (romances/epics) and modern Science Fiction. While science fiction fundamentally relies on scientific rationalism, technology, and plausible extrapolation, classical *Dastans* are traditionally rooted in the realm of the supernatural, magic and metaphysics. However, a deeper textual analysis reveals that these tales often envisioned advanced technological concepts that mirror contemporary scientific achievements. The study highlights early motifs of science fiction found in canonical texts such as Bagh-o-Bahar Fasana-e-Ajaiab, and predominantly, Tilism-e-Hoshruba. It critically examines the celebrated intellectual Ashfaq Ahmed's viewpoint, who declared Tilism-e-Hoshruba as Urdu's first "Science Fiction.By decoding the allegorical layers of magic, the paper analyzes how classical writers

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3

ماخذ تحقیقی مجلہ

like Muhammad Husain Jah and Ahmed Husain Qamar anticipated modern innovations such as robotics (mechanical humans), live monitoring (video calling/satellites via Tasht-e-Bilqis), voice recognition, biologica 'chemical warfare, and genetic cloning. The research concludes that due to the unavailability of scientific vocabulary in 19th-century colonial India, the imaginative foresight of these writers manifested through the terminology of magic, proving that classical Urdu epics successfully laid the earliest imaginative seeds of contemporary science fiction.

Key Words: *Urdu Dastan, Science Fiction, Tilism-e-Hoshruba, Ashfaq Ahmed, Technological, Foresight, robotic, Analogs, classic, Urdu, pros.*

اردو ادب اور بالعموم عالمی ادب میں سائنس فکشن اور داستان کا تعلق نہایت دلچسپ ہے۔ سائنس فکشن بنیادی طور پر وہ صنفِ ادب ہے جہاں مصنف علمی حقائق، مستقبل کی ٹیکنالوجی، خلائی سفر، وقت کے سفر اور سائنسی مفروضوں کو بنیاد بنا کر کہانی بُنتا ہے۔ اس میں تخیل کی اڑان تو ہوتی ہے لیکن اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی سائنسی منطق یا امکانی حد موجود ہوتی ہے۔

جہاں تک ہماری روایتی داستانوں کا تعلق ہے، وہ بنیادی طور پر مافوق الفطرت عناصر جن، پری، سحر اور جادو پر مبنی ہوتی ہیں جنہیں سائنس فکشن نہیں کہا جا سکتا۔ تاہم، داستانوں میں کچھ ایسے مادی آلات، ایجادات اور تصورات ملتے ہیں جو آج کے دور کے سائنس فکشن سے حیرت انگیز طور پر مشابہت رکھتے ہیں۔

داستان گو نے اپنے دور کے سائنسی تجسس اور انسانی خواہشات کو تخیل کا روپ دے کر ایسے نمونے پیش کیے جو آج ہمیں سائنس فکشن کے ابتدائی بیج دکھائی دیتے ہیں۔

داستانوں میں نظر آنے والے سائنس فکشن کے چند ابتدائی اور اہم ترین نمونے درج ذیل ہیں:

طلسم ہوش رُبا اور داستانِ امیر حمزہ

اردو کی سب سے ضخیم اور مشہور داستان 'طلسم ہوش ربا' میں جادو کے پردے میں کئی ایسی ایجادات کا ذکر ہے جو آج سائنسی حقیقت بن چکی ہیں [۱]

* میکانکی انسان

داستانوں میں اکثر ایسے لوہے یا تانبے کے سپاہیوں اور محافظوں کا ذکر ملتا ہے جو چابی دینے پر حرکت کرتے ہیں، پہرا دیتے ہیں یا تلوار چلاتے ہیں۔ یہ آج کے دور کے روبوٹس اور آٹومیشن کا ابتدائی تخیلاتی روپ تھا [۲]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3

ماخذ تحقیقی مجلہ

تصویری مانیٹر اور مواصلات

ایسی بساطیں یا آئینے جن پر دور دراز کے حالات لائیو دیکھے جا سکتے تھے، یا ایسی آوازیں جو ہوا کے دوش پر سفر کرتی تھیں، آج کے ویڈیو کالنگ، ٹیلی ویژن اور سیٹلائٹ سسٹم کی عکاسی کرتی ہیں۔

٭ مصنوعی ماحول

طلسم کے اندر ایسے باغات اور محلات کا تذکرہ ہے جو دراصل موجود نہیں ہوتے تھے بلکہ نظر کا دھوکا یا ایک مصنوعی فضا ہوتے تھے، جو آج کی ورچوئل رئیلٹی سے مماثلت رکھتے ہیں [۳]

باغ و بہار (قصہ چہار درویش)

میر امن کی 'باغ و بہار' میں جہاں جادوئی عناصر ہیں، وہاں کچھ مقامات پر انسانی عقل اور کاریگری کا ذکر بھی ملتا ہے [۴]

عجیب و غریب مشینیں اور بیڑے داستان میں بحری سفر کے دوران ایسے جہازوں اور آلات کا ذکر ہے جو طوفانوں کا مقابلہ کرنے کے لیے خاص تکنیک سے بنائے گئے تھے۔

علمِ طب اور جراحی

بعض قصوں میں نابینا آنکھوں میں دوبارہ بینائی لوٹانے کے لیے دواؤں اور جراحی کے ایسے طریقوں کا تذکرہ ہے جو معجزے کے بجائے اس دور کے طبی سائنس کے ارتقا کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ [۵]

فسانۂ عجائب

رجب علی بیگ سرور کی اس داستان میں بھی سائنسی تخیل کے دھندلے نقوش ملتے ہیں:

میکانکی پرندے

کہانی میں ایک ایسے طوطے اور پرندوں کا ذکر ہے جو نہ صرف انسانوں کی طرح بولتے ہیں بلکہ پیچیدہ مسائل کا حل بھی بتاتے ہیں۔ اگرچہ داستان میں اسے جادو کہا گیا، لیکن یہ تصور مصنوعی ذہانت اور مکینیکل ماڈلنگ کے بہت قریب ہے۔ [۶]

تیز رفتار سواریاں

اڑنے والے تخت یا ایسے مرکب (گھوڑے) جو ہوا کی رفتار سے چلتے تھے، انسان کی اڑان بھرنے اور تیز ترین سفر کرنے کی اسی تڑپ کا مظہر ہیں جس نے بعد میں ہوائی جہاز اور راکٹ کو جنم دیا۔ [۷]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3
ماخذ تحقیقی مجلہ

داستان اور خالص سائنس فکشن میں بنیادی فرق وجہ اور اثر کا ہے۔ داستان میں اڑنے والے تخت کی وجہ جادو کا منتر 'ہوتا ہے جبکہ سائنس فکشن میں اڑنے والی گاڑی کی وجہ 'اینٹی گریویٹی انجن' یا 'سائنسی اصول' ہوتا ہے۔ لیکن داستانوں کے یہ نمونے ثابت کرتے ہیں کہ انسان کا ذہن ہمیشہ سے مادی حدود کو توڑ کر آگے دیکھنے کا عادی رہا ہے۔

"طلسم ہوش رُبا" بلاشبہ اردو داستان گوئی کی تاریخ کا وہ شاہکار ہے جس کی وسعت، تخیل اور جزئیات نگاری کی مثال پوری دنیا کے ادب میں ملنا مشکل ہے۔ یہ داستان بنیادی طور پر "داستانِ امیر حمزہ" کی ایک شاخ (یا جلد) ہے، جسے بعد میں مستقل حیثیت حاصل ہوئی۔

ممتاز ادیب، ڈرامہ نگار اور دانشور اشفاق احمد نے جب اسے اردو کا پہلا "سائنس فکشن" قرار دیا تو ان کا مقصد اس کی سائنسی توجیہات پیش کرنا نہیں تھا، بلکہ وہ داستان کے مصنفین، بالخصوص مولانا محمد حسین جاہ اور تصدق حسین اور بعد میں احمد حسین قمر کے اس غیر معمولی اور پیش بین تخیل کی داد دے رہے تھے، جس نے جادو کے پردے میں ایسی ایجادات کا تصور پیش کیا جو ان کے دور میں ناممکن تھیں لیکن آج ہماری مادی زندگی کا حصہ بن چکی ہیں۔[۸]

ذیل میں 'طلسم ہوش ربا'، اس کے مصنفین اور اس کے سائنس فکشن والے پہلو پر تفصیلی روشنی ڈالتے ہیں۔

مصنفین اور پسِ منظر

منشی نول کشور نے انیسویں صدی کے اواخر تقریباً ۱۸۸۱ء میں 'داستانِ امیر حمزہ' کو باقاعدہ تصنیف کرانے کا منصب سنبھالا۔[۹]

'طلسم ہوش ربا' کو لکھنے کا آغاز مولانا محمد حسین جاہ نے کیا۔

انہوں نے اس کی ابتدائی چار جلدیں لکھیں جو فصاحت و بلاغت اور تخیل کا شاہکار ہیں۔[۱۰]

جاہ کی نول کشور سے ناچاقی کے بعد، باقی جلدیں لکھنے کی ذمہ داری احمد حسین قمر اور تصدق حسین کو سونپی گئی، جنہوں نے اس داستان کو کل ۸ جلدوں (یا بعض روایات کے مطابق اس سے زائد حصوں) میں مکمل کیا[۱۱]

محمد حسین جاہ کا اندازِ تحریر زیادہ ادبی، نفسیاتی اور جزئیات نگارانہ تھا، جبکہ احمد حسین قمر نے اس میں نت نئے عیاروں، شعبدوں اور تحرک کا اضافہ کیا

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3

ماخذ تحقیقی مجلہ

اشفاق احمد کا نقطۂ نظر

طلسم ہوش ربا بطور سائنس فکشن

اشفاق احمد کا یہ ماننا تھا کہ انسان کا تخیل کبھی بھی خلا میں کام نہیں کرتا؛ وہ ہمیشہ مستقبل کی سائنسی اور مادی ترقی کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ انہوں نے 'طلسم ہوش ربا' کو پہلا سائنس فکشن اس لیے کہا کیونکہ اس میں درج ذیل سائنسی تصورات جادو کی شکل میں موجود تھے۔

میکانکی انسان اور روبوٹکس

داستان میں جا بجا ایسے سپاہیوں، دربانوں اور جلادوں کا ذکر ہے جو لوہے، تانبے یا پیتل کے بنے ہوئے ہیں۔ ان کے اندر چابیاں یا مخصوص پرزے لگے ہوتے ہیں جنہیں داستان گو 'کل' یا 'طلسمی جادو' کہتا ہے۔ جب کوئی غیر شخص محل میں داخل ہوتا ہے تو یہ مجسمے خود بخود حرکت میں آتے ہیں، تلوار چلاتے ہیں یا راستہ روک لیتے ہیں۔ یہ بعینہ آج کے خودکار روبوٹس اور موشن سینسرز کا تخیلاتی خاکہ ہے۔ [۱۲]

ٹیلی ویژن، ویڈیو کالنگ اور لائیو مانیٹرنگ

طلسم ہوش ربا کے بادشاہ 'افراسیاب' کے پاس ایک تشت طشتِ بلقیس یا خاص آئینہ ہوتا تھا جس پر وہ انگلی گھماتا تھا تو اسے دور دراز کے میدانِ جنگ کا حال، اپنے عیاروں کی نقل و حرکت اور دشمن کی لائیو لوکیشن نظر آ جاتی تھی۔ آج کے دور میں سیٹلائٹ کیمرے سی سی ٹی وی اور اسمارٹ فون اسکرینز اسی تصور کی مادی شکلیں ہیں۔

مصنوعی ذہانت اور وائس کمانڈ

داستان میں ایسے دروازے، غار اور صندوقچے ہوتے تھے جو کسی خاص کوڈ ورڈ، اسمِ اعظم یا مخصوص آواز پر کھلتے یا بند ہوتے۔ [۱۳]

سائنسی زبان میں اسے ہم بایومیٹرک یا وائس ریکگنیشن سسٹم کہتے ہیں۔ اسی طرح جادوئی پرندے اور حیوانات جو انسانوں کی طرح سوچتے اور مشورے دیتے ہیں [۱۴]

آج کی مصنوعی ذہانت سے مماثلت رکھتے ہیں۔

بائیولوجیکل ویپنز اور کیمیائی جنگ

امیر حمزہ کے عیار عمرو عیار اور لقمہ عیار وغیرہ جو بے ہوشی کا پاؤڈر یعنی سلیمانی نشہ زہریلی گیسیں، یا ایسی دوائیں استعمال کرتے تھے جو پل بھر میں کسی کو مفلوج کر دیں یا اس کا روپ بدل دیں [۱۵]

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3
ماخذ تحقیقی مجلہ

وہ آج دراصل کیمیاگری اور بائیو ٹیکنالوجی کی ابتدائی کڑیاں ہیں۔

کلوننگ اور شکل کی تبدیلی

طلسم ہوش ربا کے جادوگر ایک ہی وقت میں اپنے جیسے کئی ہم شکل پیدا کر لیتے تھے یا اپنی ہیئت بدل کر کسی دوسرے انسان کا روپ دھار لیتے تھے (۱۶)

اگرچہ داستان میں اسے 'سحر' کہا گیا لیکن جینیاتی سائنس میں کلوننگ اور پلاسٹک سرجری کے تصورات اس کے بہت قریب ہیں۔

جادو اور سائنس فکشن کا باہمی ربط

یہاں یہ بات سمجھنا ضروری ہے کہ انیسویں صدی کے ہندوستان میں جب یہ داستان لکھی جا رہی تھی، اس وقت برصغیر میں جدید مغربی سائنس ابھی ابتدائی مراحل میں تھی اور عام عوام کے شعور میں 'سائنس' کا کوئی واضح تصور موجود نہیں تھا۔

مصنفین کے ذہن میں جو مستقبل بین خیالات آ رہے تھے، ان کے اظہار کے لیے اس دور کا واحد دستیاب وسیلہ جادو اور طلسم کی اصطلاحات تھیں۔ اگر محمد حسین جاہ اور احمد حسین قمر آج کے دور میں ہوتے، تو وہ افراسیاب کے ہاتھ میں جادو کی چھڑی کے بجائے کوئی ہائی ٹیک ریموٹ کنٹرول یا لیزر گن تھماتے۔

اشفاق احمد کا 'طلسم ہوش ربا' کو اردو کا پہلا سائنس فکشن کہنا اس لحاظ سے بالکل درست ہے کہ اس داستان نے انسانی ذہن کو مادی قید سے آزاد کر کے ان امکانات کی سیر کروائی جو اس وقت ناممکن سمجھے جاتے تھے۔ یہ کتاب صرف داستانِ حسن و عشق یا رزم و بزم نہیں ہے، بلکہ یہ انسانی تخیل کی وہ بلندی ہے جہاں جادو کی لکیر ختم ہوتی ہے اور سائنس کی سرحد شروع ہوتی ہے

حوالہ جات

۱۔ جمیل جالبی ڈاکٹر "تاریخ ادب اردو جلد اول ایجوکیشنل ہاؤس دہلی سن ندارد، ص ۲۷۷

۲۔ قمر الہدی فریدی ڈاکٹر ؛ اردو داستان تحقیق اور تنقید علی گڑھ ایجوکیشنل بک ہاؤس نیو دہلی ۱۹۷۷ء، ص ۸۷

۳ ۔ نصیر الدین ہاشمی ڈاکٹر؛ دکن میں اردو؛ ترقی اردو بیورو نئی دہلی ۱۹۸۵ء، ص ۶۰

۴ ۔ تاریخ ادب اردو، ص ۳۷

ISSN(**P**): 2709-9636 | ISSN(**O**): 2709-9644
Volume 7, Issue 3, (May to June 2026)
https://doi.org/10.47205/makhz.2026(7-III)urdu-3

ماخذ تحقیقی مجلہ

۵ ۔ اردو داستان تحقیق اور تنقید، ص ۷۲

۶۔ اردو داستان تحقیق اور تنقید، ص ۷۷

۷۔ دکن میں اردو، ص ۲۷

۸ ۔ دکن میں اردو، ص ۵۸

۹۔ دکن میں اردو، ص ۸۵

۱۰ ۔ تاریخ ادب اردو، ص ۱۷۱

۱۱۔ تاریخ ادب اردو، ص ۱۵

۱۲۔ دکن میں اردو، ص ۲۲۵

۱۳۔ شفاق احمد؛ طلسم ہوش افزا سنگ میل پبلیکیشن لاہور ۱۹۷۸ء ، ص ۲۱

۱۴ ۔ طلسم ہوش افزا، ص ۱۵

۱۵۔ حامد مرزا ڈاکٹر؛ اردو ادب میں جاسوسی ادب مشمولہ کتاب نما جامعہ ملیہ دہلی ۱۹۸۹ ص ۳۹

۱۶۔ کتاب نما، ص ۳۷